خواجہ صاحب! میں آپ کو اور ساری جماعت احمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ اعلان مرزا صاحب سارا پڑھ جائیں، مکرر پڑھیں سہ کرر پڑھیں، ایک لفظ بھی مباہلہ کا پائیں تو میں آپ کے دعوے کو مان جاؤنگا۔

(خادم امت مرزا محمد عبد اللہ معمار امرتسری)

قادیان سے تفسیر نویسی کا چیلنج اور اُس کا خاتمہ

ایک احمدی کا مکرّر ولولہ

ناظرین کو یاد ہوگا کہ مرقع قادیانی بابت جنوری ۳۲ء میں تفسیر نویسی کا مضمون مفصل درج ہو چکا ہے۔ جس میں از ابتدا تا انتہا سب واقعات مطبوعہ تحریرات سے نقل کردئے ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ خلیفہ قادیان نے باپ کی طرح علماء دیو بند کو تفسیر نویسی اور قرآنی معارف نمائی کا چیلنج دیا۔ علماء دیوبند کی طرف سے خاکسار نے چیلنج منظور کیا۔ شرط شروط پر گفتگو رہی آخر کار میں نے سب کچھ مان لیا۔ یعنی فریق ثانی نے چند کتابیں ساتھ رکھنے کی اجازت چاہی، میں نے منظور کرلی۔ صرف اتنی شرط رکھی کہ تفسیر عربی زبان کے قواعد کے ماتحت ہوگی۔ یہ شرط کوئی ناقابل قبول نہیں ہوسکتی۔ سب کچھ مانکر میں نے لکھدیا تھا کہ شہر بٹالہ متصل قادیان کی جامع مسجد میں آکر دُو در دُو تفسیر لکھیں۔ اس پر خاموشی رہی۔

اگرچہ غیر معتدل سلسلہ پیری مریدی انسان کو گونگا بہرا بنا دینے میں کافی اثر رکھتا ہے، تاہم مستثنےٰ بھی ممکن ہے۔ اس لئے ایک احمدی کے دل میں گدگدی اُٹھی کہ ہیں یہ تو بڑی سخت ہزیمت ہے کہ فریق مخالف کو للکارا جائے اور پھر

خاموش بیٹھا جائے۔ اس لئے اس احمدی نے جلسہ سالانہ قادیان میں خلیفہ قادیان کو واقعہ یاد دلا کر توجہ دلائی کہ آپ اپنی تقریر میں واقعہ تفسیر نویسی پر بھی روشنی ڈالیں۔ مجھے اس کا علم ہوا تو میں اُس دلیر احمدی سے پوچھا کہ اصل واقعہ کیا ہے؟ اُس نے میرے سوال کا جواب مندرجہ ذیل خط میں دیا۔

" از عمر الدین شملوی۔

بخدمت جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ۔ آپ نے دریافت فرمایا ہے کہ سالانہ جلسہ قادیان کے موقع پر میں نے حضرت میاں صاحب کو تفسیر نویسی کے متعلق یاد دہانی کی تھی اس کی اصل حقیقت کیا ہے؟ جواباً عرض ہے کہ میں نے واقعی یاد دہانی کی تھی۔ مگر حضرت صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے تین مرتبہ میاں صاحب کو یاد دلایا اور بڑی تاکید کی تھی مگر افسوس کہ باوجود آپ کا ذکر آنے کے بھی اس تفسیر نویسی کے مقابلہ کو میاں صاحب ایسے بھلا گئے کہ گویا کوئی واقعہ ہی نہیں ہوا۔

آپ نے جب شملہ میں میاں صاحب کو لکھ کر بھیجا تھا کہ وہ بوقت مقابلہ در تفسیر نویسی جو جو کتاب اُردو۔ فارسی۔ عربی اپنے پاس رکھنا چاہیں رکھ لیں۔ میں نے اسی وقت حضرت میاں صاحب کی خدمت میں بڑے زور سے تحریراً عرض کی تھی کہ وہ اب تفسیر نویسی کے مقابلہ میں کسی طرح پس و پیش نہ کریں۔ کیونکہ فریق مقابل نے جملہ شرائط کو مان لیا ہے بلکہ ضرورت سے زائد ہی بات مان لی ہے۔ ورنہ بہتر تو یہی ہوتا کہ مقابلہ کے وقت کوئی تفسیر وغیرہ دیکھنے کی اجازت نہ ہوتی جو کچھ خدا تعالےٰ اپنے علم سے دل میں ڈالے یا جس قدر فہم میں روشنی اس وقت عطا ہو' اسی کے مطابق لکھا جائے۔ اور اگر ایسا لکھا ہوا پہلی کتابوں میں موجود ہو تو سمجھ لیا جائے کہ کوئی تائید و نصرت خدا کی طرف سے نہیں ہوئی۔

میں نے یہ بھی لکھدیا تھا کہ اگر اب آپ نے مقابلہ نہ کیا تو یہ صاف شکست سمجھی جائیگی۔ جب میں قادیان سالانہ جلسہ کے موقعہ پر پہنچا اور تین مرتبہ آپ کے

جواب کیلئے یاد دہانی کے طور پر خط لکھا۔ رقعہ بھیجا۔ پھر خط لکھا۔ مگر جواب ندارد۔ خدا جانے کیا بھید ہے، ورنہ میانصاحب کا دماغ بہت اعلےٰ اور جدت پسند ہے اور میرے خیال میں وہ آپ کی نسبت بہت بہتر لکھنے والے ہیں۔[۱] آپ کہہ سکتے ہیں کہ "نہیں میانصاحب کا دماغ ایسا نہیں ہے"۔ مگر جس شخص نے کبھی ان کی تقریر سُنی ہو یا درس قرآن مجید کے نوٹ دیکھے ہوں وہ یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ بلا شبہ قدرت نے جناب میانصاحب کو بہت اعلےٰ دماغ عطا فرمایا ہے۔ گو بعض اوقات غلطیاں بھی ہو جاتی ہیں اور میاں صاحب حضرت مسیح موعود کے خلاف بات کہہ جاتے ہیں۔ مگر بایں ہمہ وہ بہت سی لطیف باتیں ایسے پیرائیہ جدید میں بیان کر جاتے ہیں کہ سننے والا داد دئے بغیر نہیں رہ سکتا۔[۲] اور میرا یقین ہے کہ اگر آپ سے تفسیر نویسی میں اسطرح مقابلہ ہو جسطرح حضرت میانصاحب چاہتے ہیں۔ یعنی مختلف تفاسیر کو دیکھ دیکھ کر نئی باتوں کو بیان کرنا تو وہ یقیناً آپ سے تو بہت ہی بہتر تفسیر لکھینگے۔ مگر میرے خیال میں یہ ان کی فضیلت کی کوئی بڑی دلیل نہیں ہو سکتی۔ اور اس سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالےٰ کی تائید و نصرت ان کے شامل حال ہے۔ کیونکہ اسطرح کے مقابلہ میں تو ہر تیز فہم انسان دوسرے کم فہم انسان پر غالب آ سکتا ہے۔ خواہ اس کم فہم انسان کو کتنا بھی علم کیوں نہ ہو۔ مثل مشہور ہے "یک من علم را دہ من عقل باید"۔ یعنی اگر دس گنا عقل نہ ہو تو علم بیکار ہے۔ ہاں یہ مقابلہ صدق و کذب کا معیار ہو سکتا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی طرح تفسیر نویسی کا چیلنج ہو اور پھر اسی طرح مقابلہ ہو۔ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت اقدس (مرزا صاحب) نے جب اپنے مقابل تمام علماء زمانہ کو چیلنج کیا۔ تو آپ (مرزا صاحب) نے فرمایا کہ تفسیر نویسی کے وقت کسی قسم کی کتاب

---

[۱] آخر مسیح موعود کے بیٹے ہیں۔ ابن الفقیہ نصف الفقیہ ۱۲ (مرقع)

[۲] ہم تو باپ بیٹے دونوں کی داد دیتے ہیں۔ ہمارا رسالہ "نکات مرزا" دیکھئے ۱۲ (مرقع)

یا نوٹ وغیرہ ساتھ رکھنے کی اجازت نہ ہوگی۔ بلکہ فرمایا کہ جامہ تلاشی کرلی جائیگی تاکہ کوئی فریق پوشیدہ طور پر اپنے ساتھ کوئی تحریر یا نوٹ وغیرہ لاکر اس سے فائدہ نہ اُٹھائے۔ تاکہ معلوم ہو کہ خداتعالےٰ کس کو اپنے علم سے مدد کرتا ہے۔ یا یہ کہ اس کی تائید ونصرت کس کے شامل حال ہے۔ یہی چیلنج تھا جس کو آپ نے ان الفاظ میں دُہرایا ہے ؎

آدمی زادہ نہ دارد ہیچ فن
تا دریں میداں بیاویزد بمن

یعنی یہ کسی انسان کی طاقت نہیں کہ علم قرآن یا علم عربی زبان یا علم غیب از وحی خلاق جہان میں میرا مقابلہ کرسکے۔ اس قسم کا مقابلہ بلاشبہ ایک حجت روشن ہے جس کا انکار مشکل ہے۔ مگر جو مقابلہ میاںصاحب کیا چاہتے ہیں وہ کوئی ایسی حجت قطعی نہیں ہوسکتی۔ لیکن تاہم غنیمت ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ وہ پہلے تو بڑے زور سے آگے بڑھے اور مارچ ۱۹۳۰ء کے الفضل میں شائع کرادیا کہ

"میرے مخالف پہلے کسی حصہ قرآن مجید کو اچھی طرح سے مطالعہ کرلیں اور خوب غور کرلیں اور مجھے اس کا پتہ بھی نہ دیں۔ اور پھر مقابلہ کے وقت وہ اسی حصہ قرآن مجید کی تفسیر لکھیں۔ اور مجھے اسی وقت اس حصہ قرآن کا پتہ دیں تو بھی میں خدا کی تائید ونصرت سے مسیح موعود کے علم کلام کی روشنی میں وہ معارف بیان کرونگا کہ مخالفین مقابلہ میں عاجز ہوجائینگے" (مفہوم)

نہ صرف یہ بلکہ بڑی صفائی سے آپ پہلے یہ بھی شائع کراچکے تھے کہ

"اگر حقائق اور معارف سے وہ حقیقی معارف مراد ہیں جن سے قرآن کریم بھرا پڑا ہے اور جن میں انسان کے اخلاق اعمال کی درستی اور اس کے تعلق باللہ کے اعلیٰ سے اعلیٰ ذرائع بیان کئے گئے ہیں، تو ان کے لکھنے میں ان مولویوں کو میں اپنے مقابلہ پر بلاتا ہوں۔ اگر وہ آئے

تو دیکھینگے کہ حضرت مرزا صاحب کے ایک ادنےٰ غلام کے مقابلہ ان کا
کیا حشر ہوتا ہے۔ ان کی قلمیں ٹوٹ جائینگی، ان کے دماغوں پر پردے
پڑجائینگے اور وہ کچھ نہیں لکھ سکیں گے۔ ان میں اگر ہمت وجرأت
ہے تو مقابلہ پر آئیں" (الفضل ۱۹- جولائی ۱۹۲۵ء)

جس ہمت اور شجاعت باطنی کا مظاہرہ اس چیلنج میں ہے یقیناً یہ ایک برہان قاطع ہے۔ اگر واقعی ایسا ہوجائے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ نقل کرنے میں تو حضرت میاں صاحب نے کمی نہیں کی، لیکن جب مقابلہ پر آپ آگئے تو میاں صاحب نے خاموشی اختیار کرلی۔ شاید یہ بھی کسی مصلحت پر مبنی ہو، مگر میں تو مجبور ہوں کہ یہ کہہ دوں کہ ان کا رد یہ صاف بتا رہا ہے کہ وہ اتنا زبردست چیلنج دیکر غالباً دل ہی دل میں اپنی کمزوری کو محسوس کرتے ہوئے خاموش ہوگئے ہیں۔ خدا کرے میرا یہ خیال بالکل غلط ہو اور حضرت میاں صاحب بطور تلافی مافات اب بھی علماء سے اس طرح مقابلہ کرکے مسیح موعود کی صداقت کے ساتھ اپنے مطہر ہونے کا نشان دکھا دیں۔ تو یہ مباہلہ کا بھی جھگڑا ساتھ ہی ختم ہوجائیگا۔ نہ سید محمد شریف صاحب ساکن گھریالہ کے ساتھ مباہلہ کی ضرورت رہیگی، نہ مولوی عبدالکریم کے چیلنج مباہلہ سے بچنے کیلئے یہ کہنے کی ضرورت پیش آئیگی کہ مباہلہ جائز ہی نہیں ورنہ میں ضرور مباہلہ کرلیتا۔ کیونکہ یہ قرآنی اصول ہے کہ

لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ

اس لئے تمام مسلمانوں کو آپ کے مطہر ہونے پر ایمان لانا پڑیگا۔ بشرطیکہ حضرت میاں صاحب حسب اعلان خود مقابلہ میں آگئے اور دوسری طرف آپ نے یا آپ کے ہمخیالوں نے بھی فضول باتوں پر ضد نہ کرتے ہوئے مقابلہ کرنا منظور کرلیا۔ اور پھر اگر کوئی فریق بلامقابلہ بھاگ گیا تو سمجھا جائیگا کہ وہ جھوٹا ہے خدا تعالیٰ کی اُس کے ساتھ کوئی تائید ونصرت نہیں ہے۔

ممکن ہے آپ یہ کہیں کہ میں تو میاں صاحب کی تمام شرائط کو مان ہی چکا ہوں

خود تمہیں اعتراف ہے تو پھر مجھے کیوں کر فضول باتوں پر ضد کرنے والا کہہ سکتے ہو،
تو میں عرض کرتا ہوں کہ آپ پر یہ الزام نہیں ہے، البتہ اسقدر آپ اور کریں کہ
جامع مسجد بٹالہ یا کسی اور مقام پر مقابلہ کی شرط کو بھی اُڑا دیں اور صاف صاف
لکھدیں کہ حضرت میاںصاحب کے ساتھ مقابلہ تفسیر نویسی کیلئے قادیان میں ہی
جلسہ ہو جائے تو آپ کو منظور ہے[۵۳]۔ نیز یہ کہ حضرت میاںصاحب کو تین دن میں تین
رکوع کی تفسیر لکھنا پسند ہے تو آپ یہ بھی مان لیں۔ اور اگر آپ کا خیال ہے کہ تین
دن ہونے سے میاںصاحب درمیانی وقفوں میں مطالعہ کرینگے یا دوسرے علماء
سے مدد لینگے۔ تو آپ بھی تو اسطرح بالمقابل فائدہ اُٹھا سکتے ہیں[۵۴]۔ گو میں جانتا
ہوں کہ ایسا ہونے سے نشان ملتبس ہوتا ہے۔ مگر جب میاںصاحب اس شرط
کو نہیں چھڑاتے تو آپ ہی اپنی ضد چھوڑ دیں۔ یا یوں کرلیں کہ تین رکوع کی بجائے
ایک رکوع کی تفسیر ایک دن کرلیں۔ دوسرے دن پھر قرعہ اندازی سے دوسرا
رکوع نکال لیا جائے۔ اور اسی طرح تیسرے دن کیلئے تیسرا رکوع بھی تیسرے
دن قرعہ اندازی سے نکال لیا جائے۔ گویا ہر روز ایسا رکوع ہوگا جس کے متعلق
رات کو گھر میں تیاری کا موقعہ نہ ملیگا[۵۵]۔ اور اگر آپ کو یہ تین دن لمبا عرصہ معلوم
ہوتا ہے تو میں کہونگا کہ یہ آپ کی غلطی ہے کیونکہ کام بھی بہت عظیم الشان ہے
اس کیلئے تین دن کوئی شئے نہیں ہیں۔ عمرالدین احمدی از دہلی

۹ر اپریل ۱۹۳۲ء

میں یہ مضمون آپ کیلئے لکھکر بھیجنے میں ہچکچاتا تھا۔ کیونکہ میرے خیال میں اس سے
آپ میاںصاحب کو بدنام کرینگے۔ مگر مبائعین میاںصاحب کی اصلاح کے خیال سے
میں مجبوراً آپ کو یہ مضمون بھیجتا ہوں۔ آپ اگر اسے شائع کریں تو پورا پورا شائع کریں
ورنہ نہ کریں"۔ (عمرالدین احمدی ۲-مئی ۱۹۳۲ء)

[۵۳] بٹالہ اس لئے میں نے منتخب کیا ہے کہ مرزا صاحب متوفی نے خود بٹالہ ہی کو منتخب کیا ہوا ہے (ملاحظہ ہو معیار الاخیار صفحہ ۳) [۵۴] میں اسکو نیوگ کی مثال سمجھتا ہوں [۵۵] یہ سب تجویزیں آپ کی ہیں؟

؟ جبتک فریق ثانی پیش نہ کرے میں ان پر غور بھی نہیں کرتا ۱۲ (مرقع)

مرقع — آپ یا آپ جیسے کوئی اور کتنا ہی زور لگائیں خلیفہ صاحب نہ تفسیر نویسی کرینگے نہ مباہلہ کرنے آئینگے۔ محض حیلے بہانوں سے اپنے مریدوں کو قابو رکھینگے۔ حقیقت یہ ہے کہ خلیفہ قادیان یا امیر لاہور اپنے اتباع کی دیانت اور لیاقت کا اندازہ اس سے کرچکے ہیں کہ

مرزا صاحب بزرگ نے آخری فیصلہ میں صاف لکھا کہ مرزا اور ثناء اللہ میں سے پہلے مرنیوالا جھوٹا ہوگا۔ واقعہ بھی ایسا ہی ہوا۔

مگر مریدین کیا قادیانی کیا لاہوری برابر ڈٹے ہوئے ہیں۔ کیونکہ اُن کا اصول ہی یہ ہے ؎ پھرے زمانہ پھرے آسماں ہوا پھر جائے

بتوں سے ہم نہ پھریں ہم سے گو خدا پھر جائے

"مہرشی" کون ہے سوامی دیانند یا بالمیک؟

جب سے ہندوؤں نے سیاسی غرض سے بھنگیوں کو ہندوؤں میں داخل کرکے "بھائی بھنگی" کہنا اور لکھنا شروع کیا، بھنگیوں کو بھی خیال ہونا لازمی تھا کہ ہمارا گرو بھی کوئی ہو اور وہ ہندوؤں اور آریوں سے کم نہ ہو۔ چنانچہ امرتسر کے بھنگیوں نے ایک طویل اشتہار دیا جس کی سرخی یوں ہے

"مہرشی بالمیک جی کا مندر خطرے میں!"

اس سرخی کو دیکھکر ہمیں سوال پیدا ہوا جو بغرض حل ہم آریوں اور ہندوؤں کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ

"مہرشی کون ہے؟ سوامی دیانند یا بالمیک؟"

"مرقع قادیانی" کے بہی خواہ اسکی توسیع اشاعت میں کوشش کریں۔